

المكرمة النبوية

في

الفتاوى المصطفوية

شہزادہ اعلیٰ حضرت، امام الفقہا، مفتی اعظم ہند

تصنیف: حضرت علامہ مصطفےٰ رضا قادری نوری علیہ الرحمہ

متوفی (۱۴۰۲ھ/1981ء)

طرق الہدیٰ والارشاد
الیٰ
احکام الامارۃ والجہاد
۱۳۴۱ھ

پیش لفظ

از حضرت علامہ مولانا ابوالشرف محمد شرف الدین اشرف الجاسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العلمین۔ حمد الشاکرین۔ علی ما ھدانا الی الصراط المستقیم۔ واقامنا علی الدین القویم ووقانا عذاب الجحیم۔ وانعم بنعمائہ المتوافرہ۔ وبالائہ المتکاثرۃ۔ المترادفۃ المتکاثرۃ۔ التی لاتعد ولاتحصی لاسیما ببعثۃ حبیبہ المجتبی المرتجی۔ المرتضی المصطفیٰ۔ الرؤف الرحیم الکریم۔ علیہ الصلاۃ والتسلیم۔ وعلی آلہ وصحبہ والخلفاء وابنہ وازواجہ امہات المومنین۔ وعشیرتہ الاقربین۔ اولی الصدق والصفا لمعنی انہا نعمۃ اشرف من عمیم نعمائہ۔ واعظم من عظیم الائہ۔ وافضل صلوات اللہ۔ واکمل تسلیمات اللہ وانمی برکات اللہ۔ واکرم تحیات اللہ۔ علی اول مخلوقات اللہ۔ الامین المکین۔ شافع المذنبین المتلوثین۔ الخاتمین الحاکمین۔ سید الاولین والآخرین۔ والانبیاء والمرسلین۔ والملئکۃ المقربین۔ قامع اصول الشرک والمشرکین۔ وقالع اساس الکفر والکافرین۔ مستوصل بنیان نفاق المنافقین۔ ھادم قلاع فساد المفسدین الباغین۔ دامغ ادمغۃ الطاغین۔ الخارجین المارقین۔ المارقین من الدین مروق السھم من الرمیۃ والشعرۃ من العجین۔ المتنقصین لشانہ والمکذبین۔ لربہ والمنکفین النبیین۔ الذی الف بہ بین قلوب المسلمین۔ وحرم علی عبادۃ سواہ الاکاسرۃ الکفرۃ والمشرکین ھو الامام۔

اشرف الانام، قمر التمام، مبدد الظلام، ھادی سبل السلام شرف الدین وعز الاسلام، خلیفۃ اللہ فی السموات والارضین، صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الطیبین، وصحبہ الطاھرین، وخلفائہ الراشدین المرشدین، الھادین المھدیین وعلینا وعلیٰ سائر امتہ اجمعین، آمین آمین، برحمتک یاارحم الراحمین۔

بعد حمد و نعت۔ برادران اہلسنت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر امیدوار کہ جو کچھ عرض کرے آپ اسے گوش حق نیوش سے سنیں گے اور عین انصاف سے ملاحظہ فرمائیں گے حق ہو قبول فرمائیے معاذاللہ باطل پائیے تو رد فرمادیجئے بغور سنئے اور فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھدٰھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب[1] کے مصداق بنیے۔

عزیزان ملت! ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ ہم مسلمان جس پستی میں ہیں کوئی قوم نہیں آج ہم کفار کے قبضۂ اقتدار میں ہیں کل ان پر حکمراں تھے آج ان کے محکوم ہیں، کل وہ ہمارے محتاج تھے آج ہم ان کے دست نگر کل وہ ہمارے قابو میں تھے آج وہ ہم پر بری بلا کی طرح مسلط ہیں وہ ظلم کرتے ہیں ہم سہتے ہیں وہ ستم کرتے ہیں ہم دم نہیں مارسکتے۔ ہم ہیں اور رنج وغم کے پہاڑ۔ ہم ہیں اور ہموم وآلام کے گراں بار انبار۔ ہم روزانہ نت نئی آفتوں سے دوچار ہیں۔ پے درپے شامتیں ہم پر سوار ہیں۔ ہر دن ہم مصیبتوں کا شکار ہیں۔ ایک مصیبت ٹلی نہیں کہ دوسری اس سے سخت تر آجاتی ہے۔ ایک آفت ختم نہیں ہوپاتی کہ اور اس سے بھی عظیم تر پہونچ جاتی ہے ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

یہی کہتے گزرتی ہے۔ کبھی آپ حضرات نے اس پر غور فرمایا کہ آخر یہ عظیم تغیر و تبدل یہ شدید انحطاط و تنزل کیوں ہوا کبھی اس کے علل واسباب کی تلاش فرمائی۔ میں تو مدتوں سرگرداں رہا اور اس مسئلہ پر غور کرتا رہا کہ مسلمان باوجود اسلام پستی و تنزل اور قعر مذلت و تزلزل میں کیوں ہیں ہم سے تو ہمارے رب مالک و مولیٰ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ صادقہ ہے لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون[2] تم سست اور غمگین نہ ہو تم ہی غالب رہو گے۔ تم ہی غالب ہوتے ہم ہی فتح و نصرت شوکت وحشمت جاہ و منصب وعزت پاتے مگر اپنی زبوں حالت بالکل برعکس ہے بہت کچھ فکر کی کچھ سمجھ میں نہ آیا یہ ایک ایسا معمہ تھا جس کا حل بہت دشوار ہو زمانہ میں مسلمانوں کو نامسلم خیال کرسکتا نہ پناہ بخدا اس واحد قہار عزجلالہ کے وعدہ صادقہ میں وہم شائبہ کذب لاسکتا تھا معاذاللہ ایسا

[1] سورۂ زمر آیت ۱۸ [2] آل عمران آیت ۱۳۹

کون کہہ سکتا ہے اور یہ کس کی مجال کہ اس کا کذب بالذات محال وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا[۱] وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات راست اور اس سے زائد کس کا قول سچا۔

میں جتنا جتنا سمجھاتا یہ گتھی اور زیادہ الجھتا جاتا۔ جتنا جتنا سوچتا حیرانی اور تعجب بڑھتا جاتا۔ خوبیٔ قسمت کہ انہیں دنوں حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کے رسالہ مبارکہ "فلاح ونجات" کی زیارت سے مشرف ہوا اس سے یہ عقدۂ لاینحل حل ہوا اور میں اس نتیجہ پر پہونچا کہ یہ جو کچھ ہے اپنا ہی کرتوت ہے جو بویا تھا وہ کاٹ رہے ہیں۔ ارشاد فیض بنیاد وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ[۲] کی تصدیق ہے۔ جو مصیبت ہم پر آئی یا آئے گی وہ سب اپنے ہی ہاتھوں لائی ہوئی ہے یا ہوگی۔ ہاں ہاں یہ اوامر الٰہیہ سے غفلت کا پھل اور احکام شرعیہ حضرت رسالت پناہی سے بے پرواہی کا ثمرہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ[۳] اللہ عزوجل کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔ وہ وعدہ کامل کے مسلمانوں سے ہے نہ نام کے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کے بعد اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[۴] بھی فرما دیا ہے یعنی اگر تم پکے مسلمان ہوگے تو تمہیں غالب رہوگے۔

اب جو اپنی حالت پر نظر کی تو ساری پریشانی دور اور تعجب غائب اور حیرانی کافور کہ جب شرط معدوم مشروط کا وجود خود مفقود۔ سچ کہو کیا آج کل کے مسلمانوں کی یہ حالت نہیں کہ اعمال تو اعمال عقائد سے بھی خبردار نہیں۔ جیسے انہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔ اوامر کی بجا آوری سے اجتناب، منہیات ونواہی کا ارتکاب، بدعت، زناکاری، شراب خواری، قماربازی، لواطت کی کثرت۔ آج مساجد نمازیوں کی کثرت کی بجائے قلت سے تنگ، رمضان مبارک روزہ داروں کی تلاش میں دنگ۔ فقرا کا ذکر نہیں امراء جن پر حج فرض ہے ان کے خواب میں بھی جانے کی ہمت الّا ماشاء اللہ نہیں۔ ہر سال زکاۃ کا بار سر پر سوار ہے مگر انہیں پرواہ نہیں۔ آپس میں وداد وخلوص ویگانگت واتفاق کی جگہ بغض وحسد وشقاق ونفاق کی گرم بازاری، غیروں سے میل جول پیار محبت یاری کا اقرار، مشرکوں سے ربط ہے۔ مرتدوں ملحدوں سے بیعت ہے فَاِلَی اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى۔

کیا پکے مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کے کارنامے یہی ہوتے ہیں۔ عوام جہال کی کیا شکایت۔ آج نام نہاد علماء بدنام کنندگان علم کی جانب سے جو کمیٹیاں قائم کی جاتی ہیں کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں ان میں شور وغل تو بہت کچھ مچایا جاتا ہے ترقی ترقی کے نعرے لگائے جاتے تنزل کے مرثیے پڑھے جاتے پستی کے نوحے بلند کئے جاتے ہیں مگر بجائے اس کے کہ تنزل کے اسباب وعلل تلاش کئے جاتے ان کے

[۱] سورۂ نساء آیت ۱۲۲ [۲] سورۂ شوریٰ آیت ۳۰ [۳] مشکوٰۃ ص [۴] آل عمران آیت ۱۳۹

مفید علاج و پرہیز بتائے جاتے ہوتا گیا ہے اسلام کی خدمت کے بہانے مشرکین سے اتحاد منایا جاتا۔ ان پر قرآن و حدیث کی عزت نثار کی جاتی کافر کی حمد خطبہ جمعہ میں بلند منبر مسجد پر حمد اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ملائی جاتی اسے معاذ اللہ مذکر مبعوث من اللہ کہا جاتا ہے بلکہ صاف صاف بالقوۃ کی ٹٹی لگا کر نبی مانا جاتا ہے۔ لیے مہاتما روح اعظم، خضر و مسیحا کہا جاتا ہے انھیں مدعیان علم میں بڑے بڑے جبے جُبے والوں نے کہا گاندھی اور لاجپت رائے وغیرہ مشرکین کی طرح خدا سے ڈرنے والا کوئی خدا نے پیدا ہی نہ فرمایا۔ کان سبحٰنہ لم یخلق لخشیتہ سواھم من جمیع الناس انسانا۔

یوں مالک عرش و فرش محبوب رب العرش سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی انھیں بڑھایا تلک کی ٹکٹی اٹھا کر رام رام ست کہتے جا کر اسے مرگھٹ تک پہونچایا۔ گاندھی کی جے کا بار بار روزانہ نعرہ لگایا اپنے ماتھوں پر کفری علامت قشقہ کھنچوایا۔ اور پھر فخر کے ساتھ کہا۔ قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا وغیرہ ذلک من الامور الشنیعۃ القبیحۃ الکفریۃ اعاذنا اللہ وجمیع المسلمین منہا۔ سچ سچ کہنا۔ کیا یہ امور اسلام کی مدد ہیں یا اس کا ہدم۔ لطف یہ کہ یہ امور بیخ کن اسلام کر کے اسلام کو زہر ہلاہل سم قاتل دینے اور الٹی چھری سے ذبح کر ڈالنے ہی کو مفید بتایا جاتا ہے بلکہ فائدہ کو اسی میں منحصر سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ترکوں کو کوئی فائدہ کسی طرح نہیں ہو سکتا انھیں فائدہ جب ہی ہوگا جب کہ ہندی مسلمان ہندوؤں کی غلامی اختیار کریں گے۔ انھیں نبی مانیں گے جزیرۃ العرب جب ہی آزاد ہو سکے گا جب ہندوؤں پر قرآن و حدیث کی عزت تک نثار کریں گے اور ممالک اسلامیہ کی آزادی کی یہی صورت ہے کہ مراسم کفر اختیار کئے جائیں اور شعائر اللہ مٹائے جائیں یہ آخر الدواء ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بفرض باطل یہ مفید بھی ہوتا جیسے کبھی سنکھیا۔ تو پہلے سبب اصلی کا افنا ضرور تھا کہ جب تک سبب باقی مرض باقی مریض کو بخار آتے تو طبیب کا کام اصلاح خلط فاسد ہے نہ کہ نرا شربت وغیرہ کوئی مسکن دینا یا صرف ملمس کی دفع حرارت کی کوئی تدبیر کرنا یوں فساد اخلاط سے حرارت غریزی کا اطفا ہوتا رہے گا اور دن بدن مرض بڑھتا جائے گا انجام کار حرارت غریزی کا ہیجان باعث ہلاک مریض ہوگا غرض مرض کو دور کرنا اور سبب کو باقی رکھنا سخت نادانی و حماقت اور اہلاک و اماتت ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ عقائد و احکام و حقوق اسلام کی تعلیم دیتے مناہی کے ارتکاب اور مضار سے اجتناب کی ہدایت کرتے تو یہ تو نہ ہوا بلکہ کیا ہوا یہ کہ جن باتوں سے پرہیز قریب فرض تھا اور جن کے اختیار کرنے سے نقصان یقینی تھا انھیں کرنے کا حکم دیا یا بیٹھے دیکھتے رہے

اور صحیح نہ کیا اور جو باتیں عمل کرنے کی تھیں انھیں نہ خود کیا نہ ان سے اوروں کو آگاہ کیا۔ یعنی معاملہ بالکل برعکس ہوا یعنی دوا سے پرہیز رہا اور جن سے پرہیز چاہئے تھا ان کا استعمال ہوا۔ بات یہ ہے کہ ؎

از خویشتن گم ست کرا رہبری کند

دوسروں کو کیا ہدایت کرتے خود اندھے بہرے بن کر چاہ ضلالت میں ڈوبے۔ کہ ہندوؤں سے اتحاد منایا اپنے ہاتھوں پر ان کی غلامی بندگی انقیاد کا ٹیکا لگایا۔ دشمنان خدا و مصطفےٰ جل وعلیٰ وعلیہ التحیۃ والثناء سے محبت و وداد واجب ٹھہرا لیا۔ احکام اسلام کو پس پشت پھینکا بلکہ انھیں پاؤں سے کچل ڈالا اور لتیوں سے کچل ڈالا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلیٰ۔ غرض وہ کچھ کیا جسے دیکھ کر بلکہ سن کر سچے مسلمان کا دل کانپ اٹھے۔ سر سے پاؤں تک پر تن ہوئے پسینے ٹپکے اسلام کی مدد کرنے اٹھے تھے اچھی مدد کی۔ جیسے کسی نے سرے پر یہ لات اور دی کیا اسلام کی ترقی کفریات اور اس کی مدد اس کے احکام زمین پر مارنے سے ہو سکتی ہے۔ ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ

آہ آہ از نفس خودکام آہ آہ

کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں۔ آخر یہ خمار کب تک یہ غفلت تابکے ایک دن آنے والا ہے کہ سارا نشہ ہرن ہو جائے گا یہ پھیر پھرنا ئے نہ بن پڑے گا۔ للہ للہ آنکھیں کھولو اچھے برے کھوٹے کھرے کی تمیز پیدا کرو۔ بس اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واسطہ رکھو۔ اسی کا نام اسلام ہے اور مسلمان کا یہی کام ہے۔ جو تمہیں اللہ و رسول کے احکام پہنچائے وہ مانو اور اسے اپنا خیر خواہ اور سچا دوست جانو۔ اور جو احکام الٰہیہ واجبہ سے منہ پھیرے اور تمہیں اس کی طرف بلائے تو اس کے پیچھے مت لگو اسے جہنم جانے دو اور اپنا حقیقی دشمن جانو۔ یہی ہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ[1] اور اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ یہی ہے وہ جو حدیث کریم میں فرمایا لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم[2]۔ یعنی نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ پیو نہ ان سے بیاہ شادی کرو اور وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور وہ اگر مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔

دیکھو دیکھو اللہ واحد قہار عزوجل جلالہ اور اس کے رسول دونوں جہان کے سردار احمد مختار صلی اللہ

[1] سورۂ انعام آیت ۶۸ [2] یہ حدیث ابوداؤد و ابن ماجہ عقیلی اور ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہے۔ مرتب امجدی

تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈرو اس وقت سے خوف کرو جب اسلام فریادی ہوگا کہ مجھے میرا ہی نام لینے والوں نے ضعیف کیا مسلم کہلانے والوں نے میری جڑ کھودی۔ مجھے نہایت بے دردی سخت بے رحمی کے ساتھ اکھیڑ پھینکا اور تم سے سوال ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشقت ہائے عظیمہ برداشت فرما کر بویا ہوا اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اپنے مبارک خون کی ندیاں بہا کر سینچا ہوا سرسبز پھلتا پھولتا اسلام کا درخت تم نے کیوں کاٹ ڈالا کٹنے دیا۔ کیا اس دن کے لئے تم نے کوئی جواب تیار کر لیا ہے۔ کیا اس دن جب واحد قہار مونہوں پر مہر فرمائے گا اور جوارح کو بولنے کا حکم دے گا کہ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ[1] تو کسی کا کوئی حیلہ بہانہ چل سکتا ہے فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ[2]۔

اے اسلام کے مدعیو خدا کو مانو۔ جاگو جاگو۔ للہ ہوش سنبھالو۔ شام سر پر سوار ہے۔ اب اور کیا انتظار ہے جو مہلت باقی ہے۔ جب تک سانس آتی ہے۔ غنیمت جانو عظیم سفر درپیش ہے۔ وہاں کا جہاں غیر مرخوش ہے۔ منزل کڑی ہے۔ بوجھ بھاری ہے۔ تمہیں کچھ فکر نہیں۔ وہی غفلت شعاری ہے۔ ہائے کیا مت تمہاری ہے۔ کیسی ستمگاری ہے۔ کمر ہمت چست کرو۔ سامان سفر درست کرو۔ اپنے رب کے حضور سر نیاز جھکاؤ۔ توبہ واستغفار کر کے اپنے سر سے یہ گناہوں کا گراں بار اتار دھرو۔ اس تغافل کے بد ثمرے اور اس بدمستی و بے ہوشی کے برے نتیجے تم نے اب تک دیکھے۔ اور اگر تم نے اپنی حالت نہ بدلی تو اس سے سخت تر آگے دیکھو گے۔ جب تک تم دین دار تھے تمہیں بر سر حکومت و اقتدار تھے۔ تم میں کا ایک۔ ایک ہزار پر بھاری تھا۔ تمہاری خون آشام تلواریں کفار پر قہر کی بجلیاں گرا دیں۔ ان کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ہر شر کس کی دھجیاں اڑا دیں۔ عالم میں تمہاری دھاک تھی تمہارا سکہ جاری تھا۔ تمہاری عزت و شوکت تھی۔ تمہاری سطوت و ہیبت تھی۔ تمہاری زبانوں پر اللہ اکبر کے بعد ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ کا نعرہ تھا۔ جس سے ہر کافر کے بدن پر لرزہ تھا۔ تمہارے خوف سے ہر جسم کا فر لرزاں تھا اور ہر قلب مشرک تم سے ترساں تھا۔ تمہاری ہمت کا جا بجا چرچا تھا اور تمہاری شجاعت کا عام شہرہ تھا۔

غرض ہر فن میں طاق تھے۔ شہرۂ آفاق تھے۔ اب وہی تم ہو کہ خود اپنی نظر میں ذلیل ہو۔ بہ نسبت سابق بہت ہو مگر سمجھتے یہ ہو کہ قلیل ہو بات یہ ہے کہ تم صحیح نہیں علیل ہو۔ جب تو دشمنوں سے ملتے ان سے اتحاد رکھتے مشرکوں سے محبت و وداد کرتے بلکہ ان کی غلامی و انقیاد کا دم بھرتے ہو اعداء اللہ اور دشمنان رسول اللہ سے میل جول کرتے ہو۔ اور اس میں بھی خدا کی محبت ملحوظ رکھی ہے کہ کر اس واحد قہار سے ٹھٹھول کرتے ہو۔ اس سے استہزا نہ کرو اس کے قہر سے ڈرو اس کے غضب کو تھوڑا نہ سمجھو اس کے عتاب کو دیکھو اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ[3]

[1] سورۂ یٰس آیت ٦٥ [2] سورۂ مائدہ آیت ٩١ [3] سورۂ بقرہ آیت ١٥

یعنی کہیں تمہاری شان فی طغیانہم یعمہون کے مصداق نہ ہو۔ مشرکوں مرتدوں کو چھوڑو ان کی دوستی یاری سے منہ موڑو ان کے جھوٹے وعدوں کا اعتبار نہ کرو۔ بے ہودہ لغو فضول بے معنی عہدوں پر اعتماد اختیار نہ کرو ان کی کسی بات پر کان نہ دھرو ان سے ناطے توڑو رشتے نہ جوڑو سچے دل سے دین الٰہی و شرع رسالت پناہی عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار بن جاؤ یاایھا الذین اٰمنوا کونوا انصار اللہ پر عمل کرو اور یاایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم پر نظر فرماؤ انعام الٰہی کے لئے تیار رہو اور اکرام رسول اللہ کے سزاوار ہو۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور جب وہ تمہارا مددگار ہوگا پھر وہ ایسا کون ظالم و ستمگار ہوگا جو تم پر ظلم و ستم کرسکے گا۔ جب تم اللہ و رسول کے مقبول و منظور ہوگے تمہیں مظفر و منصور ہوگے ہرگز ہرگز کسی سے مجبور نہ ہوگے کوئی تم پر قاہر نہ ہوگا تم کبھی مقہور نہ ہوگے۔

کیا تم نے فرمان ربانی ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم پڑھا نہیں کیا تم نے ارشاد قرآنی ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین دیکھا نہیں یا کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پڑھا نہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مقدس اسلام کا نور اس وقت جب کہ دنیا تاریک تھی روئے زمین پر کوئی ایک جان بھی لا الہ الا اللہ کہنے والی اور ایک خدائے واحد احد صمد کی جاننے اور ماننے والی بظاہر نہ تھی صرف ایک ذات پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چمکا اور باوجود اس کے کہ اس کی راہ میں بے شمار اور ان گنتی روڑے اٹکائے گئے اور بے نہایت کانٹے بچھائے گئے ساری دنیا مخالف ہوگئی اور سب کی متحدہ کوشش ہوئی کہ اسے شمع نور بجھا دیں یہ پودا ذرا ابھرنے نہ پائے یہیں ابھی خاک میں ملا دیا جائے۔ یہ حقانی آواز اٹھنے نہ پائے نہ اسے کوئی سننے پائے۔ اسی لئے اس ذات مقدس کو کفار نے تختۂ مشق ستم بنا لیا کبھی قتل و ہلاک کے مشورے ہوئے تو پتھروں کنکروں کی اس قدر بارش کی کہ جسم نازنین زخموں سے چور چور ہوگیا۔ کبھی افترا و بہتان کیے و مکر و طوفان کا طوفان اٹھا کر ساحر و کاہن بتلایا۔ پہرہ بٹھا دیا گیا کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے ان کی بات نہ سننے پائے۔ کبھی سب جمع ہو کر آتے اور کاشانۂ اقدس کا محاصرہ شدید و سخت تر کیا۔ کبھی حضور کو بے در بے گھر شہر بدر کیا۔

غرض جس طرح کفر کے بادل امنڈ امنڈ کر آئے اس آفتاب نبوت پر چھائے ظلمت و تاریکی نے اپنے سارے زور دکھائے۔ مگر کیا ممکن کہ خدا کے چاہے میں کوئی فتور لائے۔ یا اس کے امر میں کسی طرح قصور آئے وہ نور کا آفتاب ان کفری بادلوں کو پھاڑتا اور ظلمات و تاریکیوں کو دور فرماتا ہوا ایسا چمکا اور تابندہ ہوا کہ دنیا کے ہر ہر حصے کو روشن کر دیا جگمگا دیا۔ وہ پودا جسے کفار اپنی متحدہ قوت و طاقت سے بے نام و نشان کر ڈالنا اور خاک میں

لہ المجادلۃ آیت ۲۲ ۲ سورۂ محمد آیت ۷ ۳ آل عمران آیت ۱۶۰ ۴ آل عمران آیت ۱۳۹ ۵ سورۂ بقرہ آیت ۲۴۹

ملادینا چاہتے تھے اتنا بڑھا اور پھلا پھولا جس کی شاخیں غرب سے شرق اور جنوب سے شمال تک پہونچیں اور انھوں نے اپنے خوشگوار سایہ میں اس دنیا کے بہت کثیر مسافروں کو لے لیا وہ بھیانک شور وہ بے ہودہ غل اس حقانی آواز کو دبا نہ سکا وہ آواز اٹھی اور ایسی اٹھی کہ دنیا کی ساری آبادی میں پہنچی بلکہ ہر ہر دشت و جبل میں گونجی یہی تھا روئے قرآن نے فرمایا یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون[۱] کیا تم نے نہ دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیسی جرأت کتنی دلیری سے لکھوکھا کفار کا مقابلہ فرمایا اور تین تین سو نے ہزاروں کے منہ پھیر دیئے۔ سب کے لوہے ٹھنڈے کر دیئے۔

کیا آپ حضرت صدیق اکبر کی ہمت حضرت عمر فاروق کی صولت۔ حضرت علی مرتضیٰ کی شجاعت حضرت عثمان غنی کی شوکت حضرت خالد و حضرت ضرار بن ازور کی دلیری جرأت بھولے ہوئے ہیں۔ جن کی کفار کے قلوب پر ابھی تک سکے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کے نام سے ان کے اجسام بید کی طرح لرزتے اور قلوب تھر تھر کانپتے ہیں کیا تمہیں یاد نہیں کہ ایک ایک لاکھ کے مقابلہ میں صحابہ صرف دس ہزار آتے ہیں۔ اور کفار پر قہر کی بجلیاں گراتے ہیں کیا تم بھولے ہوئے ہو کہ جبلہ بن ایہم غسانی کے ساٹھ ہزار لشکر میں صرف تیس صحابہ ساری رات اپنے رب کے حضور نوافل میں سر جھکا کر بسر فرما کر صبح ہوتے ہی نماز فجر سے فراغت کر کے قتال کے لئے گھس پڑتے ہیں اور ایسی لڑائی لڑتے ہیں جس سے کفار تھر تھرا اٹھتے اور آخر کار بھاگ پڑتے ہیں کفار کے دس ہزار قتل ہوتے اور دس ہزار اسیر اور مسلمانوں کے صرف پانچ شہید ہوئے اور پانچ گرفتار۔ ان پانچوں گرفتاروں کا حال معلوم کر کے ذرا دم نہیں لیتے آرام کا خیال نہیں کرتے فوراً پھر تعاقب فرماتے اور چھڑا کر لاتے ہیں۔ کیا تمہیں حضرت ربیعہ کے کارنامے بھولے ہوئے ہیں صرف تن تنہا ہزارہا کفار کے ٹڈی دل میں ان کے سپہ سالار جرجیس سے بات کرنے جاتے اور وہاں اس کے پادری سے مناظرہ فرماتے ہیں ایک دن پہلے لڑائی میں اس کے بھائی بطریق کو قتل کر چکے ہیں جرجیس کو ایک کافر یاد دلاتا ہے کہ تیرے بھائی کو اسی نے قتل کیا ہے وہ یہ سن کر ان تنہا پر حملہ کا حکم دیتا ہے اور یہ شیر کی طرح ان بھیڑوں کے گلے کو کاٹ کر رکھ دیتے ہیں یوں اس لڑائی کا خاتمہ فرماتے ہیں کہ ایک کافر بچ کر نہیں جاتا سب کھیت رہتے ہیں یہ صحابہ تو صحابہ ہیں کیا تمہیں محمود غزنوی کے اسی ہندوستان پر آج نہیں جب کہ ہندوؤں میں کوئی قوت نہیں جب کہ ہندو اپنی قوتوں پر پھولے نہیں سماتے تھے چپہ چپہ پر راج رکھتے حکومت جماتے تھے سترہ حملے یاد نہیں کیا تم نے شہاب الدین غوری کا نام نہیں سنا کیا تم تیمور سے واقف نہیں کیا تم بابر ہمایوں۔ سلیم جہانگیر۔ شاہجہان۔ عالمگیر وغیرہ سلاطین اسلام کو بھول گئے

[۱] سورۃ الصف آیت ۸

اب تم سات کروڑ ہو جب محمود کے ساتھ کے آئے تھے تو بہت کم تھے اور کیا کیا تھا۔
بات یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے ہم جیسے مسلمان نہیں بلکہ ایک اللہ سے ڈرنے والے اپنے مذہب پر مر مٹنے والے اپنے دین کا درد رکھنے والے۔ آج اگر تم بھی ویسے ہی بن جاؤ گے تم بھی وہی ہو جاؤ گے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے جہاد فرماتے ہوئے کبھی یہودی یا عیسائی سے مدد چاہی یا یہودیوں عیسائیوں سے قتال فرماتے ہوئے مشرکین سے استعانت فرمائی۔ بلکہ حضور نے تو یہ کیا کہ کفار امداد کے لئے آئے اور انکار فرما دیا کہ اِنَّا لَا نَسْتَعِیْنُ بِمُشْرِکٍ اِنَّا لَنْ نَّسْتَعِیْنَ بِمُشْرِکٍ[1] ہم کافروں سے مدد نہیں چاہتے ہم ہرگز مشرکین کی مدد نہ لیں گے۔ اچھا حضور کی شان تو ارفع و اعلیٰ بلند و بالا ہے کیا صحابہ کرام سے بھی کسی نے بھی کسی کافر یہودی نصرانی مشرک مجوسی سے اتحاد کیا یا وداد فرمایا۔ انھوں نے تو یہ بھی گوارہ نہ کیا کہ کافر کو محرری دی جائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس عرض پر کہ میرا ایک محرر نصرانی ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا تمہیں اس سے کیا علاقہ خدا تمہیں سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنا لیا کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ[2]۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر گذارش کی۔ اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے۔ اس پر انھوں نے فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جب کہ انھیں اللہ نے خوار کیا میں انھیں عزت نہ دوں گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلیل کیا میں ان کو قریب نہ کروں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ انھوں نے عرض کی بصرہ کا کام ہے اس کے بغیر نہ ہوگا انھوں نے فرمایا مر گیا نصرانی تو؟ والسلام
یہی نہیں ہی۔ صحابہ کی شان بھی عظیم اور ان کا مرتبہ بھی فخیم ہے۔ اور سلاطین اسلام کو دیکھو کیا ان میں سے کسی نے ہنود سے کبھی اتحاد کیا تھا۔ اکبر کا نام نہ لینا وہ اپنی نجس حرکات کے باعث مسلمان ہی کب تھا۔ اللہ کے لئے اے قوم اسلام کی نعمت حریت کو پامال نہ کرو۔ ہندوؤں کی غلامی چھوڑ دو۔ جیسے روافض کو تمہارے بزرگوں نے چھوڑا یوہیں تمام مرتدین سے قطع کر لو ایک خدائے واحد احد صمد پر توکل کرو اور وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ[3] پر کار بند ہو جاؤ پھر تمہاری چاندی ہے۔ دنیا تمہاری باندی ہے جسے چاہو رکھو جسے چاہو نکالو ایک ذرا ہوش تو سنبھالو۔ ہاں ہاں خبردار جہاں اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ[4] ہے وہیں وہیں اسی آیۂ کریمہ میں وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ[5] ہے۔
برادران امت! علمائے کرام کی پکار سنو قوم نوح علی سیدنا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی طرح انکار و استکبار

۱؎ [illegible] رشیدیہ ۲؎ سورۂ مائدہ آیت ۵۱ ۳؎ مجادلہ آیت ۲۲ ۴؎ آل عمران آیت ۱۶۰ ۵؎ ایضاً آیت ۱۶۰

نہ کرو۔ ضد نہ باندھو۔ ہٹ سے باز آؤ وَجَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا[۱] کی تصویریں نہ کھینچو۔ جو دور کرنے کی ہیں انھیں دور کرو۔ ان سے نہ بھاگو۔ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ[۲] کا تمغا نہ لو اور فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۤءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا[۳] کے تمغے نہ چاہو بری صحبت برا رنگ لائے گی تمہیں رسوا کرے گی شرمائے گی خدا اس سے بچائے۔ اچھی صحبت اچھا رنگ رچائے گی خیر کثیر دے گی صالح بنائے گی۔ لہٰذا اسے اختیار کرو۔ مولانا معنوی و حضرت سعدی کے ارشاد سنو

(معنوی)

صحبتِ صالح ترا صالح کند — صحبتِ طالح ترا طالح کند

(سعدی)

گِلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلآویزِ تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ان کو ایک کان سن کر دوسرے سے اڑا نہ دو بلکہ گوشِ حق نیوش سے سن کر عمل کرو۔ دین و مذہب سے بے خبری علمائے امت سے بدعقیدگی کا لازمی نتیجہ اور ان سے کشیدگی کا ثمرہ ہے۔ اور یہ ساری کلفتیں زحمتیں مشکلیں دقتیں صعوبتیں اذیتیں مصیبتیں آفتیں آنا اسی کا ثمرہ ہے یہی وجہ ہے کہ آج ان مسائل میں جو تیرہ سو برس پیشتر طے ہو چکے اختلاف کی گرم بازاری ہے۔ ان میں مناظرے ٹھنتے ہیں۔ اور بہت تو وہ ہیں جن پر روز روشن کی طرح مسئلہ ظاہر و باہر کر دو جب بھی انھیں انکار ہے ضد ہے اصرار ہے ہٹ ہے استکبار ہے اگر یہی رنگ ہے تو خدا خیر کرے کل کہیں توحید الٰہ و رسالت رسول اللہ پر بھی جھگڑے نہ اٹھیں۔ ابھی کئی دن کی بات ہے حدیث سے طے شدہ ہر زمانہ کے فقہائے کرام کے طے کردہ مسئلہ اذان ثانی یوم جمعہ کی داخل مسجد مکروہ ہونے اور خارج مسجد سنت ہونے پر کتنا عظیم کیسا شدید انکار ہوا ہر طرح ثابت کر دیا گیا کہ اذان روبروئے امام مسجد سے باہر ہی ہونا سنت ہے مسجد کے اندر ہونے کی ممانعت ہے مگر منکرین نے ہرگز نہ مانا وہی ایک ہانک ہانکی مرغے کی ایک ہی ٹانگ دی۔ عبارات میں تحریفیں کیں علمائے کرام پر افترا کئے بہتان اٹھائے یہ سب کچھ ہوا مگر سنت ادا ہونے کا کسی طرح اقرار نہ ہوا۔

یونہی آج یہ مسئلہ جہاد و خلافت و قربانی و ترک موالات ہے۔ جب پہلے دن جھگڑا ایک بات ہے خدا کی شان وہ لوگ جو کھلے کھلے کفروں پر تکفیر نہ کرتے تھے ان مسلمانوں کو جنھوں نے وہابیہ وغیرہم کے وہ واضح

۱؎ سورۂ نوح آیت ۷۔ ۲؎ سورۂ اعراف آیت ۷۹ ۳؎ سورۂ نوح آیت ۶

تنفیذ کرنے میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہیں ان کی تکفیر کی۔ کافر کا خطاب دیتے تھے ان مسلمانوں کے یہاں کفر کی مشین بناتے تھے آج خود واقعی کافر ہیں۔ آج ان کے یہاں بے شک کفر کی مشین ہے جس میں زندیقی کفر کے تمغے ڈھلتے ہیں۔ آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے اور چاند پر خاک ڈالنے کا یہی حاصل ہوتا ہے کہ وہ لوٹ کر اسی کے منہ پر اور آنکھوں میں پڑتی ہے جو اس پر خاک اچھالتا ہے۔ آج ان لوگوں کے نزدیک جو ہندوؤں سے اتحاد نہ کرے اتنا کافر ہے جو ہندوؤں سے محبت و وداد کو ممنوع و ناجائز کہے وہ کافر ہے۔ جو کھدر نہ پہنے کافروں کا ساتھی ہے جو انگریزی ملازمت کرے کافر ہے۔ جو ہندوؤں کی غلامی نہ کرے اسلام کا دشمن ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسئلہ اذان پر تو تعامل تعامل پکارا جاتا تھا۔ اجماع اجماع کی رٹ تھی۔ جو در حقیقت غلط تھا جس کی کوئی اصل نہ تھی اور جن پر واقعی اجماع ہے جن پر فی الحقیقت تعامل ہے تو وہ تعامل و اجماع پکارنے والے بات بات پر توارث کی رٹ لگانے والے سنت کا نام لیے آپے سے باہر ہو جانے والے اب کہاں بے خود و مدہوش ہیں اور خواب خرگوش ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں مگر ع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید۔ اللہ عزوجل ہدایت دے آمین۔

آج یہ فتنہ خیزیٔ ارتداد

تمہارے اسی نامراد اتحاد اور محبت و وداد اور غلامی و انقیاد کا نتیجہ ہے۔ سچ کہو کیا پہلے بھی کسی نام کے مسلمان کو بھی ہندو ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ اکبر دھوتی پرشاد اور یہ ہمت۔ گھاس کھانے والوں میں یہ جرأت اے مدعیانِ اسلام! تم نے انھیں جری کیا ———— تم نے انھیں یہ ہمت دلائی تم نے انھیں دلیر بنایا۔ ہاں ہاں تم نے انھیں ابھارا نہ تم ان پر ایسے ہوش کھو کر جو اس کا گرویدہ و نثار ہوتے نہ وہ یوں تمہیں غافل پا کر تمہارے شکار کو تیار ہوتے نہ تم اپنے ماتھوں پر تلک لگواتے نہ تم قشقے کھنچواتے نہ تم تلک کی کشتی اٹھاتے اور اسے مرگھٹ تک پہونچاتے نہ تم رام رام ست کہتے جاتے نہ تم جے کارے لگاتے نہ تم انھیں مسجدوں میں لے جاتے اور انھیں مسجد کے منبر پر مسلمانوں سے اونچا بٹھاتے نہ تم ان کو مسلمانوں کا واعظ بناتے نہ تم یوں ان کے فوٹو کھنچواتے تصویریں اترواتے نہ تم یہ روز بد دیکھتے اور اوروں کو دکھاتے آج میدان ارتداد میں منشی رام شردھانند کا وہ فوٹو جو مسجد جامع دہلی میں اس کے منبر پر بیٹھے ہوئے اور لکچر دیتے کا لیا گیا ہے مسلمانوں کو دکھا دکھا کر مرتد کیا جا رہا ہے۔

شرم۔ شرم۔ شرم۔ هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ نہ تم ہندوؤں کے طاغوت گاندھی کو اپنا ہادی اپنا راہبر اپنا امام اپنا پیشوا اپنا راہنما اپنا فخر کہتے نہ تم اس کا اندھا دھند اتباع کرتے نہ تم اس پر قرآن وحدیث کی تمام عمر نثار کرتے نہ تم اسے مذکر مبعوث من اللہ جانتے نہ تم اسے نبی بالقوۃ مانتے۔ نہ تم اسے جبریل امین کا لقب روح اعظم دیتے نہ تم اسے خضر ومسیحا بلکہ تمام انبیا بلکہ سید الانبیاء سے افضل بتاتے۔ نہ تم اس کے آگے ملائکہ کے سر جھکاتے۔ نہ تم آج ہندوؤں کی ہمتیں اتنی بڑھاتے کہ وہ یہ کہنے پاتے کہ مسلمانوں کے تمام مقامات مقدسہ بلکہ کعبہ مکرمہ پر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے نہ تم یہ کلمۂ خبیثہ خود سنتے نہ اوروں کو سنواتے شرم شرم شرم هَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ[۱] ○

اے کاش مسلمان اب بھی بیدار ہوجائیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہنود بے بہبود کو ان کی اس دریدہ دہنی ان کی اس ناپاک حرکت اور صریح گستاخی اور سخت بدلگامی اور ہرزہ سرائی کا مزا چکھادیں چھٹی کا دودھ یاد دلادیں۔ اور اپنے بزرگوں کی یاد تازہ فرمادیں اسلام کا پرچم ان کے سروں پر لہرادیں خدا کے پسندیدہ دین کا علم ان کے قلب ودماغ میں نصب کرادیں شجر اسلام ان کے سینوں میں لگادیں۔ مسلمانو اٹھو للہ جلد اٹھو امتحان کا وقت ہے آزمائش کا عہد ہے دیکھو دیکھو کسوٹی پر پورے اترو پیارے اسلام کی مدد کرو۔ اگر خدانخواستہ تم نے بے پروائی کی اور اس کی مدد نہ کی تو واللہ ثم واللہ کہ اسلام کا کچھ نہ بگڑے گا اس کا ذرا نقصان نہ ہوگا تم ہی بگڑ جاؤ گے۔ تم ہی نقصان اٹھاؤ گے تم ہی ٹوٹا کھاؤ گے تم ہی خراب وخستہ دست وپابستہ قیامت میں آؤ گے بلکہ دنیا ہی میں اس بے تمیزی اس بے حیائی اس بے غیرتی کا مزہ پاؤ گے۔ اسلام کا مالک اسلام کا حافظ اللہ واحد قہار ہے وہ اس کی حفاظت فرمانے والا ہے اس کے دشمنوں کو برباد کردینے والا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ[۲]۔ قوم نوح کو کس نے ہلاک کیا نمرود مردود کو مچھر سے کس نے تباہ کیا۔ عاد وثمود کو کس نے برباد کیا فرعون کو کس نے غرق کیا۔ اصحاب فیل کو چھوٹے سے پرند ابابیل سے کس نے عصف ماکول جیسا بنایا۔

وہی ان ہنود کی اس خواب کی تعبیر لائے گا مگر دیکھنا تمہارا ہے کہ تم کیا کام کرتے ہو تم کیسا ادعا اسلام رکھتے ہو۔ بس اتعجب ان مدعیان اسلام سے جو باوجود ہنود بے بہبود کی ان نجس حرکات شنیعہ کے آج تک وہی پرانا بے بہودہ بے سرا راگ گائے جاتے ہیں وہی اتحاد واتفاق حرام کی رٹ لگائے جاتے ہیں علمائے کرام اہلسنت کثرہم اللہ وشکر مساعیہم نے بارہا ان کی جن اباطیل کا رد فرمادیا دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرکے دکھادیا جھوٹوں کو گھر تک پہنچادیا مگر وہ ہیں کہ وہی فرمائے جاتے ہیں۔ اسلام پر یہ وقت ہے مگر انہیں فتنہ پردازی جھگڑے بازی سوجھی ہے جگہ جگہ یہ جھگڑے اٹھائے جاتے ہیں۔ شاہجہان پوری ولاہوری سوالات کے جواب میں یہ رسالہ مبارکہ

[۱] سورۂ مائدہ آیت ۹۱ [۲] سورۂ حجر آیت ۹

طرق الہدٰی والارشاد الٰی احکام الامارۃ والجہاد جو باعتبار حجم بہت مختصر مگر نہایت مدلل جامع ہے مخالفین کے زعم باطل اور خیال عاطل اور وہم فاسد کا سد کا قامع ہے انشاء اللہ تعالٰی مسلمانوں کے لئے بہت بڑی جامع ہے۔ حاضر ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالٰی عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مصنف مدظلہ کی سعی مشکور اور انھیں اجر موفور بطفیل جیبہ پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ التحیۃ الغفور عنایت کرے آمین۔ وانا الفقیر الیہ الشرف محمد شرف الدین اشرف الجالشی غفر لہ المولی القوی الغنی بجاہ حبیبہ النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از لاہور حویلی پتھران والی موچی دروازہ مرسلہ خلیفہ شہاب الدین صاحب ۱۲ محرم ۱۳۴۱ھ

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ پ۱۰ الانفال رکوع ۸۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ جو فرض مندرجہ بالا آیت کی رو سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے اگر مسلمان اس پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے لئے کوئی طریق کار سوچیں تو کیا وہ مسلمان رہ سکتے ہیں نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے۔

مکرمی معظمی جناب مولٰنا مولوی صاحب دام العالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف؟ فتوٰی ہذا جناب کی خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے اس پر غور کیجئے اور قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اس کا شان نزول دیکھئے اور لکھئے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس آیت کو کیا سمجھا اور اس پر کس طور سے عمل کیا اور اس سے کیا فوائد مرتب ہوئے۔ کیا اب یہ آیت منسوخ ہے یا ہمارے لئے بھی کوئی مفید سبق رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کیا علماؤں نے اس کی تبلیغ واضح طور پر کردی ہے اگر نہیں کی تو کیا اب کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔ اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آتے ہیں یا نہیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (پ۲ ع۳) اگر آتے ہیں تو کیوں اب بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور کیوں اپنی عاقبت کو تائب ہو کر سنوار نہیں لیتے۔ نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس آیت پر عمل نہ کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ چکا ہے اور اگر آئندہ بھی عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان

پہونچے گا خدا کے لئے میری اس یاد دہانی سے فائدہ اٹھائیے اور خلق خدا کو راہ راست پر لائیے میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور اب آپ اپنا فرض ادا کیجئے۔ والسلام خاکسار خلیفہ شہاب الدین۔

الجواب۔ چند مقدمات استماع فرمائیے کہ وضوح حق بروجہ اتم واکمل ہو اور ان شاء اللہ تعالٰی نور حق آفتاب نصف النہار سے زیادہ تاباں درخشاں ہو کر شپہائے مخالفین کو خیرہ کر دے اور معاندین کی نگاہوں میں چکا چوند مچادے واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون ؁ ۰

(۱) ہم مسلمانوں کے آقا و مولٰی ملجا و ماوٰی نبی کریم رؤف ورحیم رافع مناصب و اعلام نافع اسقام دافع جملہ آلام شافع انام شارع اسلام علیہ وعلٰی سائر الانبیاء الکرام وصحبہ العظام وآلہ الفخام افضل الصلٰوۃ واکمل السلام تمام عالم کے لئے رحمت عام ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اسی لئے ان کی مقدس شریعت نہایت سمحہ سہلہ ہے والحمد للہ تعالٰی وہ پاک ہے اس سے کہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو فوق طاقت وقوت بشر اور انسانی وسعت سے باہر ہو ان پر جس کتاب کریم یعنی قرآن عظیم نے نزول فرمایا یہ ارشاد فرماتا آیا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ؁ اور یہ فرمان الٰہی سناتا آیا فاتقوا اللہ ما استطعتم ؁ یونہی یہ ارشاد فرمایا لا نکلف نفسا الا وسعہا ؁ خود آپ نے جو فرمان نقل کیا اس میں بھی بما استطعتم ہے حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ؁ من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ۔

(۲) یونہی یہ پاک شریعت اس سے منزہ ہے کہ بے فائدہ و عبث امر کا حکم فرمائے قال اللہ سبحنہ وتعالٰی وما خلقنا السماء والارض وما بینہما لٰعبین ؁ ۔ ھذا کلہ ما افادہ امامنا مجدد المائۃ الحاضرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(۳) اپنی عزت وجان ومال خصوصاً جان کی حفاظت تو اہم فرائض سے ہے یہاں تک کہ اعظم فرائض نماز سے بھی اہم تر ہے کہ نماز اور سب فرائض فرع ہیں اور وجود اصل۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ؁ اپنے ہاتھوں اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو۔

(۴) فتنہ و فساد سخت شنیع و قبیح و منہی عنہ ہے قال عز من قائل ؁ لا تفسدوا فی الارض۔

(۵) ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے جو کام کل کا ہے آج نہ ہوگا یا جو کل ہو سکتا تھا وہ آج نہیں ہو سکتا کہ پہلے کا وقت آیا نہیں اور دوسرے کا وقت گذر گیا۔ یونہی ہر بات کہنے کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے بے موقع بے محل بات کہنا لوگوں کو ہنسنے کا موقع دینا ہے ایسی بات لغو بے ہودہ ہے اور نہ اس کا اثر پائدار ہوتا ہے ——

؁ سورۃ الصف آیت ۲ ؁ بقرہ آیت ۲۸۶ ؁ تغابن آیت ۱۶ ؁ انعام آیت ۱۵۲ ؁ مشکوٰۃ ۴۳۶ ؁ انبیاء آیت ۱۶ ؁ بقرہ آیت ۱۹۵ ؁ بقرہ آیت ۱۱

کہ ہر سخنے موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔ جب یہ مقدمات خمسہ ممہّد ہو لیے اب اصل مقصود کی جانب موڑیے۔

فاقول و علی اللہ اعول۔ ان مقدمات سے ظاہر ہوا کہ جو حکم انسانی قوت و طاقت بشری وسعت و استطاعت سے باہر ہو۔ وہ ہرگز حکم شریعت مطہرہ نہیں جس حکم میں کوئی فائدہ نہ ہو عبث و لغو ہو وہ ہرگز ہماری پاک شرع کا حکم نہیں جس حکم میں بے فائدہ اتلاف جان و اہلاک نفس ہو وہ اس شرع مبین کا حکم نہیں۔ یونہی جس حکم سے سوتے فتنے جاگیں فساد برپا ہوں وہ کبھی مقدس اسلام کا حکم نہیں ہو سکتا۔ اب یہ خود دیکھ لو کہ یہاں اس وقت حکم جہاد میں تکلیف مالایطاق ہے یا نہیں۔ اس میں کوئی فائدہ ہے یا سراسر مضرت۔ جانوں کی بے وجہ ہلاکت ہے یا حفاظت۔ فتنہ و فساد کی اثارت ہے یا اماتت۔ اس میں مسلمانوں کی عزت ہے یا ذلت۔ یہ حکم قبل از وقت ہے یا خاص وقت پر۔ ان امور پر غور کر لینے کے بعد مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ اصلا خفا نہ رہے گا۔ کیا نہتوں کو ان سے جو تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں لڑنے کا حکم دینا سختی نہیں اور تکلیف فوق الوسعت نہیں کیا ایسوں کو جو ہتیار چلانا بڑی بات ہے اٹھانا نہیں جانتے جن کے وہم میں بھی کبھی نہیں گزرا کہ بندوق کس طرح اٹھاتے تلوار کیونکر تھامتے مارتے طمنچہ کیسے چلاتے ہیں جنھوں نے کبھی جنگ کے ہنگامے لڑائی کے معرکے خواب میں نہ دیکھے۔ انھیں توپوں کے سامنے کر دینا کچھ زیادتی نہیں کیا ایسوں سے میدان کرانا اور ان کی جانیں مفت گنوانا عبث نہیں کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیز اور قیمتی جانیں مفت ضائع ہوں اس سے قبیح کیا اور فتنا اور اس سے زائد فساد فی الارض کیا ہوگا ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و بہتر ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر ست　　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر ست

فتنۃ المستقل میں ہے علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں حرمۃ المسلم الواحد ارجح من حرمۃ الکعبۃ۔ تو ایک جان مسلم کا اتلاف کعبہ ڈھانے سے بدتر ہے بلکہ ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے ناحق قتل سے کہیں ہلکا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم[1]۔ رواہ الترمذی والنسائی عن ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا نہتوں کو اپنے اوپر ہنسانا اور ان سے یہ طعن اٹھانا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جب کہ وہ ان شناعت قبائح پر مشتمل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز حکم شرع نہیں شریعت پر افترا و بہتان

[1] جامع ترمذی جلد اول ص۲۵۹، [2] خیر ص۲۳۰

ہے جو آج اسے حکم الٰہی و امر حضرت رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں وہ اللہ و رسول پر افترا کرتے بہتان باندھتے ہیں اور اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ[1] اور فرماتا ہے رب تبارک و تعالیٰ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ[2] اور ارشاد فرماتا ہے عزّ وعلا لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی[3] ـ اور فرماتا ہے جل جلالہٗ و عم نوالہٗ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ[4]

یہاں کے نہتے بے سروسامان جنگ سے ناواقف مسلمان ان پر تو ان پر خود سلطان اسلام جس کے پاس سامان حرب بھی ہو اور باقاعدہ فوج بھی وہ اگر یہ سمجھے کہ کفار زائد ہیں یہ فوج و سامان انھیں کافی نہ ہوگا تو ایسی حالت میں اسے ان سے پہل ناجائز ہے کتب میں یہ مسئلہ مصرح ہے شامی ردالمحتار میں فرمایا هذا اذا غلب علی ظنه انه یکافئهم والا فلایباح قتالهم ـ

خود اس گاندھی امت کے لیڈر اعظم مولوی عبدالباری کو مسلم ہے کہ یہ وقت وقت جہاد نہیں اور یہ کہ وہ نامفید اور بے ضرورت اہلاک نفس ہے۔ وہ اپنے رسالہ ہجرت میں کہتے ہیں "میں کشت و خون کو خصوصاً مجمع حملہ کی صورت میں جیسا کہ لشکر کرتا ہے غیر مفید سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے اسباب مجتمع نہیں" اسی رسالہ میں لکھتے ہیں "اس میں شک نہیں کہ اہلاک نفس بلاضرورت جائز نہیں قانون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہمیں عذر ہے" جہاد تین قسم ہے یہ حکم حرمت اس وقت یہاں سنانی سے خاص ہے جسے آج لیڈران فرض ٹھہرا رہے ہیں رہے لسانی و جنانی وہ بفضلہٖ تعالیٰ علمائے سنت و تمام اہلسنت نے کیے کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔ لیڈران الٹے چلے کہ جو حرام تھا اسے فرض بتایا اور جو فرض تھا اسے اپنے چہیتے اپنے پیارے ہندوؤں کے ساتھ حرام کیا۔

اصل یہ ہے کہ وہ گاندھی کو اپنا امام و پیشوا ہادی و راہنما جانتے بلکہ نبی بالقوہ بلکہ نبی بالفعل مانتے کہ اسے مذکّر مبعوث من اللہ کہتے اور اس پر ساری عمر قرآن و حدیث قربان و نثار کرتے ہیں صاف صاف لکھتے ہیں خدا نے ان کو (گاندھی) کو مذکر بنا کر بھیجا ہے ان کو (گاندھی) کو اپنا راہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں۔ میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے ؎

عمر یکہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

لہٰذا گاندھی کے اقوال و احکام پر سر منڈاتے اور احکام اسلام کو پس پشت ڈالتے ہیں اس کے مخالف

[1] سورۂ نحل آیت ۱۱۶ [2] سورۂ نحل آیت ۱۰۵ [3] سورۂ طٰہٰ آیت ۶۱ [4] سورۂ آل عمران آیت ۶۱

سلام اقوال کو قرآن وحدیث کا جامہ پہناتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے یہ کہتے ہیں جو وہ کرتا ہے یہ کرتے ہیں غرض تبعاً ہوا پھرتے ہیں۔ ورنہ کیا آج سے قبل قرآن عظیم میں آیات جہاد و ترک موالات نہ تھیں۔ کیا وہ دن بھولے جاسکتے ہیں جب کہ قرآن عظیم سے یہی آج بڑے لمبے چوڑے دعوے ترک موالات از نصاریٰ کرنے والے [illegible] ہولی اس عبارت جوش پوش میں نصاریٰ کے بندہ درہندی بنے ہوئے تھے ان کی اطاعت فرض ٹھہراتے تھے انھیں اولی الامر منکم میں شمار کراتے تھے ان سے سرتابی کو حرام اور ان پر چڑھائی کو بغاوت و فساد فرماتے تھے مسلمانوں پر باغی و مجرم مفسد خطاوار ہونے کا حکم لگاتے تھے۔ آج یہ نصاریٰ ظالم ہیں کل تک یہی رحم دل نیک دل مہربان تھے آج ان کی کچہریوں میں ظلم ہوتا ہے کل تک عدل و انصاف ہوتا تھا آج ان میں مقدمات لے جانا حرام ہو گئے آج حرام ہے کہ وہاں خلاف شرع فیصلے ہوتے ہیں کل تک یہی کچہریاں عدالتیں تھیں۔ بلکہ عدالتیں تو آج تک کہا جاتی ہیں مگر یا جہال التعیین عجب ہے۔

اس وقت ہمارے پیش نظر وہابیہ دیابنہ کی کتاب تذکرۃ الرشید ہے جو ان کے ایک امام مرحوم کی سوانح ہے اس میں غدر ۱۸۵۷ء کے واقعات سے اپنے اس امام مرحوم رشید احمد گنگوہی کی واقعہ گرفتاری و رہائی کا تذکرہ کیا ہے اسی میں ان نصاریٰ کو جو آج بحکم گاندھی کافر ہوئے جن سے آج باتباع گاندھی موالات حرام و کفر ہے موالات تو موالات مجرد معاملت بھی ناجائز ہے۔ جو باوجود اس اعتراف کے کہ اس زمانہ ۱۸۵۷ء میں ہزار ہا بندگان خدا ناکردہ گناہ پھانسی چڑھائے گئے (تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۳) ظالم نہ تھے آج بقول گاندھی ظالم ٹھہرے وہ بھی جب جب کہ جلیان والے باغ کا واقعہ پیش آیا۔ ورنہ کانپور کی مسجد پر مسلمانوں کے سینے چھلنی ہوئے دہلی میں کیا کیا کشت و خون ہوئے کل تک وہ مالک تھے یہ مملوک تھے وہ سردار تھے یہ غلام تھے وہ مخدوم تھے یہ خادم تھے یہ بندے تھے وہ سرکار تھے وہ پیارے تھے یہ ان کے جاں نثار تھے۔ کہ انھیں افسر و سرکار مالک کے معزز القاب رحم دل نیک دل مہربان کے خطاب تھے۔ اور ان کے مقابل مسلمان باغی مفسد مجرم خطاوار تھے۔ انھیں نصاریٰ پر اپنے امام مرحوم کی جاں نثاری کو بڑے فخر و مباہات کے ساتھ بیان کیا۔

آپ کو ان مفسدوں سے مقابلہ بھی کرنا پڑا جو غول کے غول پھرتے تھے حفاظت جان کے لئے البتہ پاس تلوار رکھتے تھے اور گولیوں کی بوچھار میں بہادر شیر کی طرح نکلے چلے آتے تھے ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت اپنے رفیق جانی مولانا قاسم نانوتوی اور طبیب روحانی حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا

اس نے اٹل پہاڑ کی طرح پا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ رے شجاعت وجوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھ میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے۔" ا

اللہ اللہ۔ یا ایں شورہ شوری یا بایں بے نمکی۔ کہ نری معاملت سے آدمی کافر ہو جائے۔ یا کم از کم حرام کار ٹھہرے۔ لطف یہ کہ وہی انگریز ہیں وہی ان کا مذہب وہی ان کی گفتار وہی رفتار وہی کردار اور اس سے بڑھ کر نادان اور احمق کون جو واقعہ فاجعہ کانپور پیش نظر ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دے کہ اب مسلمانوں کی محبت نے انھیں انگریزوں کے ساتھ طرز عمل بدلنے پر مجبور کر دیا جب ترکوں پر مظالم دیکھے رہا نہ گیا۔ اپنے بھائیوں کے لئے اپنے سرکاروں سرداروں مالکوں سے منھ موڑ لیا اپنے پیاروں سے وہ رشتہ جاں نثاری توڑ لیا۔ اگر کوئی بدعقل ایسا کہے تو اس کا جواب اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ کیا کانپور اور دہلی کے مسلمان مسلمان نہ تھے کیا ان پر ظلم نہ ہوئے کیا وہ مسلمان نہ تھے جو غدر میں شریک تھے جن سے انگریزوں کی جانب سے یہ لڑے یا مسلمان تو تھے مگر اس ہمدردی کے قابل نہ تھے یہ ہمدردی ترکوں ہی کے لئے خاص ہے دوسرا اس میں ان کا شریک نہیں ہو سکتا اگر ہے تو وجہ فرق کیا ہے کہ ترکوں پر جو ظلم کرے وہ ایسی سزا کا مستحق ہو اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر شوق سے ظلم کرے ان کی بلا جانے یہ ٹس سے مس نہ ہوں وہ فقرات صفحہ وار درج ذیل ہیں جن میں نصاریٰ کی وہ تعریفیں مدحیں منقبتیں اور مسلمانوں کی وہ کچھ توہینیں تنقیصیں تذلیلیں ہیں۔

اپنی سرکار سے باغی صفحہ ۳ ۔ سرکاری خیر خواہ صفحہ ۴ ، تھانہ بھون سرکاری فوج سے گھیر لیا گیا حاشیہ صفحہ ۴ اپنی سرکار کے مخالف صفحہ ۵ ، سرکار پر جاں نثاری صفحہ ۵ ، سرکاری خیر خواہ صفحہ ۶ ، ملازمان سرکاری صفحہ ۶ ۔ سرکار کے نزدیک باوجاہت صفحہ ۷ ، سرکاری بغاوت صفحہ ۷ ، سرکاری خطاوار صفحہ ۹ ۔ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہی ثابت رہے صفحہ ۹ ، آپ (رشید احمد) سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا کیا ہو گا اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ ملازمان سرکاری صفحہ ۱۹۲ ۔ رحم دل گورنمنٹ صفحہ ۳ ، ایضاً صفحہ ۹ ، نیک دل عیسائی صفحہ ۴۲ ، الزام بغاوت صفحہ ۳ ، یہ ۵۷ء وہ سال تھا جس میں (گنگوہی) پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا صفحہ ۳ ، بغاوت کا علم قائم کیا فوجیں باغی ہوئیں صفحہ ۳ ، ہمیں صاحب انگریز نے جو باغیوں کی سرکوبی کے لئے حکم موت کا

ا ابوداؤد جلد دوم ص ۲۹۹

مجاہدین کو ضلع سہارن پور میں متعین کیا گیا مخبری کی حاشیہ صفحہ ۳۔ گورنمنٹ نے باغیوں کی بغاوت کے باعث اپنا امن اٹھالیا صفحہ ۴۔ مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے والا نہ تھا صفحہ ۵۔ جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا صفحہ ۶۔ باغیوں کی سرکوبی شروع کی صفحہ ۶۔ نہ ایسی اندھی جنگ بغاوت کبھی دیکھی یا سنی صفحہ ۶۔ باغی کی اعانت سرکاری بغاوت صفحہ ۷۔ ان کو باغی و مفسد اور مجرم و سرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا صفحہ ۹۔ مفسدوں میں شریک صفحہ ۳۔ کلم فساد کھلم کھلا بلند کیا صفحہ ۳۔ مفسدوں میں شریک ہونے کی راہ چلائی صفحہ ۴۔ مفسدوں سے مقابلہ صفحہ ۴۔ جب مفسدوں کی معرکہ آرائی سے پیچھا چھٹا صفحہ ۶۔ بزدل مفسدوں کو صفحہ ۹۔ یہ نفس کش حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے صفحہ ۹۔ جماعت مفسدین صفحہ ۹۔ ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں کے ساتھی صفحہ ۸۵۔ کچہری کے عالیشان کمرے اور عدالت کے وسیع مکانات صفحہ ۹۔ عدالت سے حکم ہوا صفحہ ۴۔ جس وقت حاکم کا حکم عدالت۔ یہ ہے ان کی اتباع ہوا و ہوس کی تصویر کا دوسرا رخ۔

اب کمیٹی مسمیٰ بہا جمعیۃ العلماء اور ہر خلافت کمیٹی سے ضروری سوال ہے

ایسے لوگ جنھوں نے اس گورنمنٹ کو جس کی نسبت آپ ہی حضرات کا یہ فتویٰ ہے کہ جو اس سے موالات بلکہ معاملت کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا اور دین ڈھائے گا اور معاذ اللہ ان کو اپنی پشت و ترک موالات ہو جانے کا رحم دل نیک دل مالک سرکار وغیرہ کہیں ان کی دلی خیر خواہی کا دم بھریں ان پر جاں نثاری کو تیار ہوں تیار ہی نہیں بلکہ کر گذریں ان کی جانب سے مسلمانوں سے لڑیں اور اس کے فخریہ خوشی خوشی بیان کریں۔ ان کی کچہری کو عدالت کہیں (جن کی نسبت آپ آج فرماتے ہیں کہ ان میں سراسر ظلم ہوتا ہے) جنھوں نے ان کے وہ اکرام و دین لیں اور مسلمانوں کو دشنام و ذلتیں دیں کیسے ہیں کیا ہیں۔ جھوٹے دروغ باف کذاب مستحق لعنت و عذاب دغاباز خوشامدی ظالم موذی کفار کچھ ہیں یا کچھ نہیں۔ سچے پکے مسلمان ہیں اس لئے کہ جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹیوں کے ارکان ہیں۔ آپ لوگوں کے نزدیک ایسے ظالم کو بلکہ کسی کافر کو جس سے ایسے ظلم بھی نہ صادر ہوئے ہوں سردار و ملک وغیرہ کہنا جائز ہے یا ناجائز۔

اس حدیث کا کیا مطلب ہے لا تقولوا للمنافق سید فانہ ان یک سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل[1] حدیث[2] اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش کے کیا معنی ہیں ان دونوں حدیثوں سے ان کا کیا حکم ہوگا جنھوں نے فاسق و منافق نہیں کھلے کافروں کی تعریفوں کے وہ پل باندھے۔

[1] بیہقی، مشکوٰۃ

کافر کو نیک دل کہنا کیسا ہے۔ ان پر جاں نثار کرنے والے کا کیا حکم ہے۔ کافروں کی طرف سے مسلمانوں سے لڑنا کیا حکم رکھتا ہے۔ کافروں کے جانب دار گروہ سے اگر کوئی قتل ہو گیا شہید ہوگا۔ جو اسے شہید کہے اس کا کیا حکم ہے۔ بغاوت کے کیا معنی ہیں۔ باغی کا کیا حکم ہے کیا غدر کے مسلمان باغی تھے بلا وجہ شرعی مسلمانوں کی توہین وتحقیر کرنے والوں کا کیا حکم ہے مسلمانوں کو ناحق ایذا دیں اور ایذا دینے والے کی بابت حکم شرعی کیا ہے کافروں کی کچہریوں بلکہ مسلمانوں کی کچہریوں کہ جن میں خلاف شرع فیصلے ہوتے ہیں انہیں عدالت کہنا کیسا ہے اور قائل کا کیا حکم ہے؟ ان بآفراد خود ملوکین نصاری جاں نثاران گورنمنٹ دلی خیر خواہان انگریزان متقاتلین ومحاربین با مسلمانان متعصبین و موذیین مومنان سے جو میل جول رکھے اس کی نسبت حکم شرعی کیا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ان کی ایک ایک وقت کی دعوت میں پانچ پانچ سو اڑائیں وہ بھی اپنے نہیں بلکہ غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی سخت جانکاہی سے کمایا اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لئے دیا اس پر اس بے دردی سے چھری چلائیں ان کا شاندار استقبال کریں کرائیں غرض کوئی دقیقہ ان کے اعزاز و اکرام کا اٹھا نہ رکھیں انھیں صدر جلسہ صدر جمعیت کریں بلکہ بعض کو شیخ الہند بنائیں۔ کیا آج سے پہلے انگریز یا انگریز نہ تھے یا وہ مسلمان جو غدر میں پھانسیاں دیئے گئے دریائے شور بھیجے گئے سخت سزایاب ہوئے جو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے گئے وہ مسلمان نہ تھے۔ یا جب تک (معاذ اللہ) قرآن عظیم میں ترک موالات وجہاد کے احکام نہ تھے آج گاندھی نے جسے آپ لوگ مذکر مبعوث من اللہ مانتے ہیں بتائے ہیں۔ بینوا بیانا شافیا۔

مسلمانو! جمعیت و کمیٹی کے لوگ جو کچھ جواب دیں مگر تم جانتے ہو کہ انگریز جب بھی انگریز ہی تھے مسلمان نہ تھے اور غدر کے مسلمان بھی ضرور مسلمان تھے اور قرآن عظیم میں یہ احکام بھی بلا ریب تھے۔ اور یہ لوگ گاندھی کے بتانے سے پہلے بھی قرآن پڑھتے اور ان احکام الٰہیہ کا علم رکھتے تھے۔ تو پھر ظاہر کہ بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہ لوگ پابند ہوا و ہوس ہیں جب انگریزی سلطنت میں اپنا رسوخ بڑھانا اعتبار جمانا تھا لہذا رنگ وہ تھا اب ہوس سوراج اور آزادی خود مختاری کے نشہ اور سلطنت کرنے کی خواہش کی ترنگ میں رنگ یہ ہے۔ کہ گاندھی کے بندے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں عمر قرآن و حدیث تک اس پر نثار کرتے ہیں۔ غرض خدا کے بندے وہ جب تھے نہ اب ہیں۔ قرآن اوامر اسلامی احکام نہ جب مانتے تھے نہ اب عوام کو بہکانے اور جاہلوں کو پھسلانے کے لئے نام قرآن و حدیث کرتے ہیں پہلے انگریزوں کے جاں نثار تھے اب گاندھی پر مرتے ہیں۔ اس وقت یہ حکم جہاد بھی اسی دشمن اسلام و مسلمین گاندھی بددین کا حکم ہے۔ جیسے پہلے ہجرت سے نقصان پہونچانے مسلمانوں

کے تمام مال برباد کرائے ان کی بیش بہا جائدادیں اور اموال کوڑیوں میں بکوائے سب کے کوٹھے کرائے غریب مسلمانوں سے تنا تنا روپیہ کہاں تھا یوں اپنے ہندو بھائیوں کو دلوائے۔

یونہی یہ مسئلہ جہاد نکال کر اس نے چاہا کہ مسلمانوں کو جن کی روح بالکل فنا ہو چکی ہے کچھ یونہی سی رمق باقی ہے یہ بھی کیوں رہ جائے بالکل تباہ کرائے۔ اگرچہ بظاہر گاندھی کی پالیسی یہ نہ ہو اور وہ اخباروں میں یہ شائع کرتا ہو کہ میرا مذہب کشت و خون کو روا نہیں رکھتا مگر ادنیٰ تامل سے یہ نکتہ حل ہو سکتا ہے غور فرمائیے جو لوگ بے حکم گاندھی ہوا لینے تو ڈریں وہ بغیر اس کے مشورہ کے ایسے امر عظیم کا نام کیونکر لیتے معلوم ہوا کہ ضرور اس نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم جہاد جہاد پکارو اور اس سے انگریزوں کو مرعوب کرلو اور میں دوسری پالیسی سے کام نکالوں گا عقل ہوتی تو اس نکتے کو سمجھتے مگر عقل تو گاندھی نے لے لی سمجھے کون۔

مسلمانو! تم نے دیکھا ہے تمہارے رب کریم کے ارشاد یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا[1] کی عملی تصدیق۔ اور ابھی کیا ہے اگر تم اب بھی ہوش میں نہ آئے تو دیکھو گے اور اپنے کئے کا مزا چکھو گے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

کاش تم اب بھی سنبھلو اور ان گندم نما جو فروشوں سے بھاگو۔ ان کی تو دلی خواہش ہے کہ تم مشقت میں پڑو قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

آپ کے سوالات کے اصل مقصد کا جواب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہو لیا مگر اب دوسرے طور پر ہر ہر سوال کا جواب بھی ملاحظہ ہو ——— اللہ عزوجل اپنی کتاب کریم قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ[2] اور ارشاد فرماتا ہے عزجلالہ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ[3] اور ارشاد ہوتا ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ[4] اور فرماتا ہے عم نوالہ فَقَاتِلُوْۤا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ [illegible][5] وغیرہ۔

جو فرض ان آیات کریمہ مندرجہ بالا سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے (آپ اگر علم رکھتے ہوں تو آپ ورنہ خود گاندھی امت کے علما ولیڈر سے دریافت فرما کر مطلع کیجئے) اگر مسلمان ان پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے طریق کا سوچیں تو کیا وہ مسلمان رہ سکتے ہیں (ترک فرض پر مسلمان

۱؎ آل عمران آیت ۱۱۸ ۲؎ توبہ آیت ۷۳ ۳؎ ایضاً آیت ۲۹ ۴؎ ایضاً آیت ۵ ۵؎ ایضاً آیت ۱۲

ندوے کا سوال عجیب ہے) نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے فتوی (استفتا) ہذا جناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اس پر غور کیجئے (اور اگر خود علم نہ رکھتے ہوں تو انھیں لیڈر گاندھوی ملت کو دیدیجئے کہ وہ غور کریں) اور قرآن و حدیث نبوی سے اس کا شان نزول دیکھئے (یا وہ دیکھیں مگر قرآن عظیم سے شان نزول دیکھنا بے عجیب) اور دیکھئے کہ آیا رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھا چاہئے علمائے صلعم یا صرف م لکھنے کو تنقیص شان رسالت اور لکھنے والے پر حکم کفر فرمایا ہے) نے ان آیات کو کیا سمجھا اور ان پر کس طور سے عمل کیا ہے اور اس سے کیا فوائد مرتب ہوئے کیا اب یہ آیات منسوخ ہیں (یا اب مشرک مشرک ندوے مسلمان ہوگئے کیا گاندھی اور لاجپت رائے اور مدن موہن مالوی وغیرہ ائمہ کافر نہیں) یا ہمارے لئے ابھی کوئی مفید سبق رکھتے ہیں اگر رکھتے ہیں تو کیا علماؤں (علما) نے ان کی تبلیغ واضح طور پر فرمادی ہے اگر نہیں کی تو کیا اب کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آتے ہیں یا نہیں اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی[1] (یوں لکھیے ن اور ت کے درمیان الف نہیں وَالْھُدٰی ...... واؤ (وان) یہاں کا الف بینت میں لکھ دیا برابر ہوگئے التواب الرحیم اگر آتے ہیں تو کیوں اب بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور کیوں اپنی عاقبت کو تائب ہو کر سنوارتے نہیں لیجئے نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس پر بھی غور کیجئے (یا لیڈر غور کریں) کہ ان آیات پر عمل ترک نے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہونچ چکا ہے اور اگر آئندہ بھی عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان پہونچے گا خدا کے لئے ہماری اس یاددہانی سے فائدہ اٹھائیے اور خلق خدا کو راہ راست پر لائیے ہم نے اپنا فرض ادا کردیا ہے اور اب آپ (یا وہ لیڈر) اپنا فرض ادا کریں۔ جو جواب آپ یا وہ لیڈر دیں اپنے ان سوالات کا ادھر سے بھی وہی جواب سمجھ لیں۔

مہربانا! بات وہی ہے کہ ہر فرض بقدر قدرت و بشرط استطاعت ہے آپ مذکورہ سوال میں خود یہ شرط موجود تھی غور فرمائے حاجت سوال نہ ہوتی۔ اگر آپ میں قوت واستطاعت ہے بسم اللہ فرمائیے آپ کو کس نے روکا ہے۔ کرم فرمایا یہ عرض محض بنظر خیر خواہی اسلام و مسلمین اور ابتغاء لمرضات رب العالمین وحبیبہ رحمۃ للعالمین ہے نہ معاذ اللہ برائے رہنمائے کافرین یا بخوف فاجرین اور مخالفین و معاندین کے افتراؤں بہتانوں کے جواب کو قرآنی ارشاد کَفٰی بِہٖ لَقَدْ کَفَی اللہُ عَنِ الَّذِیْنَ[2] ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

حررہ الفقیر مصطفٰی رضا القادری النوری البریلوی
عفی عنہ المولی القوی بجاہ حبیبہ محمد المصطفٰی النبی الامی۔

[1] سورۃ بقرہ آیت ۱۵۹ [2] سورۃ آل عمران آیت ۱۸۷